عورت کی تعلیم و تربیّت

حافظ محمد سعد اللہ ریسرچ اسسٹنٹ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تعلیم انسان کیلئے جملہ ظاہری و باطنی کمالات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ بلکہ اس کے فی الحقیقۃ انسان بننے کے لیے بنیادی اور لازمی حیثیت کی حامل ہے۔ زیور علم سے عاری اور محروم آدمی بلاشبہ زمین پر چلتا پھرتا مردہ ہے۔ مصر کے جدید عربی شاعر احمد شوقی نے اس چیز کا بڑا اچھا تجزیہ کیا ہے ؎

الناس صنفان موتی فی حیاتهم
والآخرون ببطن الارض احیاء

ترجمہ۔ انسان دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو زندگی ہی میں مردہ ہیں اور دوسرے وہ جو زیر زمین چلے جانے کے بعد بھی زندہ ہیں۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خلاق عالم نے تخلیق انسان کے ساتھ ہی اس کی تعلیم کا بندوبست بھی فرمایا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ (البقرة: ۳۱)

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو نام سکھلائے کل کے کل۔

جب نیّر اسلام طلوع ہوا اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) پر وحی نازل ہوئی تو اس کا آغاز ہی قرأت اور علم و قلم سے ہوا۔ [۱] پھر مختلف طریقوں سے متعدد مقامات پر قرآن مجید میں حصول علم اور تعلیم کی ترغیب اور ہدایات دی گئیں۔ قرآن کریم میں جہاں انعامات الٰہی کا ذکر ہوا ہے وہاں سرفہرست اسی تعلیم کا بیان ہے۔

---

[۱] سورۃ العلق: ۱تا۴۔

یہ بات
پورے

قبل از اسلام صنفِ نازک کی زبوں حالی

وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ انسانی زندگی کا آغاز سفر مرد اور عورت کے باہمی اتحاد سے ہوا۔ اسی اتحاد کی بدولت نسل انسانی بڑھی اور اسی باہمی اتحاد و تعاون سے علم و فن، صنعت و حرفت اور تہذیب و تمدن کا ارتقاء ہوا۔ کیونکہ مرد انسانیت کے ایک حصہ کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصہ کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ ہم ایسی کسی سوسائٹی کا تصور نہیں کر سکتے جو تنہا مردوں پر مشتمل ہو اور جس میں عورت کی ضرورت نہ ہو۔ دونوں ایک دوسرے کے یکساں محتاج ہیں۔ نہ عورت، مرد سے مستغنی ہو سکتی ہے اور نہ مرد، عورت سے بے نیاز۔

اتنی بات ضرور ہے کہ مرد اور عورت کی استعداد اور صلاحیتیں جداگانہ، ان کی دلچسپیاں مختلف اور ان کے فرائض کے دائرے الگ الگ ہیں۔ عورت اپنے ناخن تدبیر سے نسل انسانی کی پرورش تو کر سکتی ہے لیکن ہل چلا کر اپنی معاش فراہم کرنے اور تیر و تفنگ سے دشمن کا مقابلہ کرنا اس کے لیے دشوار ہے کیونکہ قدرت نے اس کو آہنی اور قوی بازو نہیں عطا کیے البتہ وہ اپنے سینے میں مہر و الفت اور ہمدردی و ایثار کے جذبات رکھتی ہے چنانچہ ہمیشہ بچوں کی دیکھ بھال، گھر کا انتظام، کھانے پینے اور کپڑے کی تیاری عورت کے فرائض رہے ہیں اور جانوروں کا شکار، زراعت، تجارت اور دشمن کی مدافعت مرد نے کی ہے۔

لیکن عورت اور مرد کی قوت اور صلاحیتوں کا یہ فرق تاریخ کے بیشتر ادوار میں عزت اور ذلت کا معیار بن گیا۔ مرد زور اور قوت رکھتا تھا اور ایسے کام بآسانی کر گزرتا تھا جن کو عورت اپنی حد استطاعت سے باہر سمجھتی تھی اس لیے اس کو ارفع و اعلیٰ سمجھ لیا گیا اور اس کے مقابلے میں عورت کی حیثیت فروتر قرار پائی۔ چنانچہ جو ممالک دنیا میں متمدن و مہذب شمار ہوتے تھے اور عدل و انصاف میں مشہور تھے جہاں شب و روز اخلاق کے درس دیے جاتے اور انسانی حقوق کی تعلیم ہوتی تھی وہاں بھی مرد کی برتری ایک مسلمہ حقیقت تھی اور عورت کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کو جانوروں

کی طرح خرید ا اور بیچا جاتا تھا حتی کہ بعض اوقات اس کو ان حقوق سے بھی محروم رکھا گیا جن سے زمین پر رہنے والا ہر متنفس بہرہ مند تھا۔

یونان، روم، یہودیت، عیسائیت، ہندومت اور عرب میں عورت کے متعلق نظریات اور اس کی معاشرتی بے حیثیتی، بے کسی، لاچاری اور مظلومیت کی داستان سنائی جائے تو ہر سلیم الفطرت انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں۔ صرف جاہلی عرب معاشرہ میں عورت کی حالت مولانا حالی کی زبان میں ملاحظہ فرمائیے ؎

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب کہ شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام انسانیت کے لیے سراپا خیر خواہی اور رحمت ہے۔ اسلام نے انسان ہونے کے ناطے سے مرد اور عورت کو برابر قرار دیا۔ کسی مرد کو محض مرد ہونے کی بنا پر اسلام میں کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مواقع پر عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، ان کے ساتھ مساویانہ برتاؤ، ان کے اموال کی حفاظت، وراثت میں ان کی شرکت، ہمیشہ ان سے درگزر، ان کے بارے میں صبر و تحمل سے کام لینے اور مقدور بھر انہیں بہترین رہائش، کھانا اور لباس مہیا کرنے کے بارے میں ہدایات ارشاد ہوئیں۔ عورتوں سے متعلقہ مسائل اور احکام کے بارے میں مستقل سورتیں نازل ہوئیں۔

قرآن کے بعد صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس صنف انسانی کو

قعر مذلت سے نکال کر وہ رفعت و بلندی عطا فرمائی جس سے بڑھ کر کسی رفعت و بلندی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ تمام سابقہ ادیان اور اقوام عالم نے عورت کو منبع معصیت، مجسم پاپ، قابل صد نفرت، شیطان، گناہ اور نہ جانے کیا کچھ سمجھ رکھا تھا مگر محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحمۃ للعالمینی سے اس مظلوم و مقہور صنف انسانی کو اپنی محبوب ترین متاع قرار دیا۔ فرمایا۔

حُبِّبَ الیّ من الدنیا النساء والطیب وجعلت قرة عینی فی الصلوٰة [۱] دنیا کی تمام چیزوں میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن و حدیث میں حقوق نسواں کو اتنی وضاحت اور شدومد سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔

تعلیم اور عورت

اسلام نے عورت کو جہاں دیگر مراعات اور حقوق میں مرد کے برابر ٹھہرایا وہاں اسے تعلم و تعلیم کا بھی پورا پورا حق دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ [۲]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جنہیں وہ نہیں جانتا تھا۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ [۳]

رحمٰن نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسے بیان (گویائی) کی تعلیم دی۔

ان آیات مبارکہ میں بغیر تخصیص مرد کے انسان کا ذکر فرمایا اور لفظ

---

[۱] قاضی احمد بن شعیب: سنن النسائی ج ۲ ص ۷۶ طبع نور محمد کراچی

[۲] سورۃ العلق: ۵ [۳] الرحمٰن: ۳-۴

انسان میں مرد اور عورت دونوں داخل ہیں۔ دوسرے قرآن و حدیث کے خصوصی اسلوب بیان میں عموماً یہی ہوتا ہے کہ احکام مردوں کے بیان ہو رہے ہوتے ہیں مگر ضمناً عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک قاعدے کے طور پر فرمایا:

حکم المرءة حکم الرجل کما هو مطرد فی جل الاحکام حیث یدخلن مع الرجال بالتبعیة الا ما خصه الدلیل [۱]

عورت کا حکم بھی مرد ہی والا حکم ہوتا ہے جیسا کہ اکثر احکام میں ہوا ہے کیونکہ عورتیں مردوں کے ساتھ تبعاً شامل ہوتی ہیں الایہ کہ کوئی دلیل مردوں کو خاص کر دے۔

اس کلیے کے تحت کتب احادیث میں وارد فضیلت علم سے متعلقہ تمام احادیث [۲] جن میں زیادہ تر مذکر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں، ان میں عورتیں بھی شامل ہوں گی علاوہ ازیں متعدد احادیث میں مستقل طور پر عورتوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ارشاد فرمایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے۔

قال مالك بن الحويرث قال لنا النبی صلی الله علیه وسلم ارجعوا الی اهلیکم فعلموهم [۳]

حضرت مالک بن الحویرث کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔

---

[۱] حافظ ابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح بخاری: ۱: ۱۹۱: طبع لاہور ۱۴۰۱ھ

[۲] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو صحاح ستہ اور دیگر معروف مجموعہ ہائے حدیث میں کتاب العلم۔

[۳] بخاری شریف: ۱: ۱۹ طبع کرزن پریس دہلی۔

اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں (دین کی) تعلیم دو۔

اہل سے مراد عام طور پر بیوی ہی ہوا کرتا ہے۔ امام راغب اصفہانی نے لکھا:

وَعُبِّرَ بِاَھْلِ الرَّجُلِ عَنْ اِمْرَاَتِہٖ [1]

آدمی کے "اہل" سے مراد اس کی بیوی ہوتی ہے۔

تعلیم نسواں پر اجر و ثواب

شریعت نے کہیں بھی عورتوں کیلئے تعلیم پر پابندی نہیں لگائی اور نہ ہی تعلیم کے میدان میں ان کی حوصلہ شکنی کی گئی بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کے واسطے والدین کو ترغیب دلائی گئی اور اس پر ان کے لیے عظیم اجر و ثواب کی بشارت سنائی گئی۔ والدین کا اپنی بچیوں کی تعلیم کے سلسلے میں اخراجات اٹھانا، محنت و مشقت برداشت کرنا اور سعی و فکر کرنا یوں ہی رائیگاں نہ جائے گا یہ بچاری صنف نازک تو اپنے والدین کے احسان کا کیا بدلہ چکائے گی البتہ ان کا رب ان کے والدین کو اس نیکی پر بہترین صلہ عطا فرمائے گا۔ کنز العمال کی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کانت لہ ابنۃ فادبھا واحسن ادبھا وعلّمھا فاحسن تعلیمھا فاوسع علیھا من نعم اللہ التی اسبغ علیہ کانت لہ منعۃ و سترا من النار [2]

جس شخص کے ہاں کوئی بیٹی ہو پھر وہ اسے بہترین آداب سکھائے اور عمدہ ترین تعلیم دے اور مقدور بھر اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ بیٹی اس کے لیے جہنم کی آگ سے چھٹکارے کا باعث بنے گی۔

---

[1] امام راغب اصفہانی: المفردات فی غریب القرآن: ۲۹، طبع مصطفی البابی، مصر ۱۳۸۱ھ

[2] علی متقی الہندی: کنز العمال: ۲۲: ۴۸۰ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۹۵ھ

ابوداؤد شریف میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال ثلاث بنات فادبھن وزوجھن واحسن الیھن فلہ الجنۃ [۱]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی پھر انہیں (پڑھایا) سکھایا، ان کی شادیاں کردیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

ان احادیث شریفہ سے منشائے نبوی یہ لگتی ہے کہ والدین اپنی لڑکی سے کم نفع کی وجہ سے (کیونکہ وہ تو پرایا مال ہے) ان کی تعلیم و تربیت سے غافل نہ ہوں ۔ اور اگر عورتیں جاہل اور غیر تربیت یافتہ رہ گئیں تو معاشرہ کے اکثر افراد کے ان پڑھ ہونے اور غیر مہذب و غیر شائستہ ہونے کا سبب بنیں گی۔ چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے عورت کی تعلیم و تربیت کی ترغیب دی۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین آدمی ایسے ہیں جن کے واسطے باری تعالیٰ نے دوہرا اجر مقرر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی درج ذیل ہے۔

ورجل کانت عندہ امۃ یطأھا فادبھا فاحسن تادیبھا و علّمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا فتزوجھا فلہٗ اجران [۲]

ترجمہ اور وہ آدمی جس کے ہاں کوئی لونڈی ہو جس سے وہ وطی کرتا ہو۔

۔[۱] سلیمان بن اشعث: سنن ابی داؤد: ۲: ۷۰۰ طبع کانپور

ب: ابوموسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع الترمذی: ۲۸۴ طبع نور محمد کراچی (باختلاف یسیر)

[۲] بخاری شریف: ۱: ۲۰ طبع کرزن پریس دہلی۔

اس آدمی نے اس لونڈی کو بہترین آداب زندگی سکھائے اور اسے اعلیٰ تعلیم دی۔ پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی تو ایسے آدمی کے لیے دو اجر ہوں گے۔

ایک لونڈی کی تعلیم و تربیت تو بخاری شریف کے ترجمۃ الباب (باب تعلیم الرجل امتہ واھلہ) اور حدیث سے ثابت ہے۔ آزاد بیوی کی تعلیم و تربیت اس روایت پر قیاس کرتے ہوئے ثابت ہو گی۔ کیونکہ۔

الاعتناء بالاھل الحرائر فی تعلیم فرائض اللہ وسنن رسولہ اکد من الاعتناء بالاماء [1]

آزاد بیویوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے فرائض اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی تعلیم کا اہتمام کرنا زیادہ ضروری ہے لونڈیوں کی تعلیم کے اہتمام سے۔

دوسرے یہ کہ لونڈی کی تعلیم و تربیت پر دوگنا ثواب ہے تو آزاد بیوی کی تعلیم و تربیت پر بدرجہ اولیٰ دوہرا اجر ہوگا۔

اولاد میں ترجیحی سلوک خلاف شرع ہے

شریعت میں تمام اولاد (لڑکے اور لڑکیوں) کے ساتھ مساویانہ برتاؤ ضروری ہے۔ خوراک، لباس، تحائف، عطیے اور دیگر حقوق میں اولاد کی برابری والدین کے لیے شرط ہے۔ ورنہ یہ بہت بڑا گناہ ہو گا۔ قلبی میلان انسانی طاقت سے باہر ہے اس پر کوئی باز پرس نہیں جہاں تک ظاہری معاملات کا تعلق ہے ان میں کسی لڑکے یا لڑکی کو دوسروں پر بلا وجہ ترجیح دینا خلاف شرع ہے۔

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری ۱: ۱۹۰ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء۔

مسند احمد میں ہے:

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں میرے والد (بشیر) نے مجھے بطور ہبہ کوئی چیز عطا کی۔ میری والدہ نے ان سے کہا کہ اس ہبہ پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کی یا رسول اللہ! اس لڑکے کی ماں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اسے بطور ہبہ کچھ دوں چنانچہ میں نے اس کے نام ہبہ کر دیا۔ اب کہتی ہے کہ میں اس ہبہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہاری کوئی اور اولاد بھی ہے؟ والد صاحب نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تو نے تمام کو اسی طرح ہبہ کیا ہے جس طرح اس لڑکے کو کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: "نہیں" فرمایا تب مجھے اس پر گواہ نہ بنا کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ تمام اولاد کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان میں برابری کرے"۔ [۱]

والدین اپنی اولاد کے واسطے جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں یا جو کچھ انہیں دیتے ہیں، اس میں سب سے عمدہ عطیہ "تعلیم و تربیت" کا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ما نحل والد ولدہ افضل من ادب حسن [۲]

(اچھے ادب (تعلیم و تربیت) سے افضل کوئی شئے باپ اپنے بیٹے کو نہیں دیتا)

---

[۱] جامع الترمذی: ۲۸۸: طبع نور محمد کراچی۔

ب: الفتح الربانی ترتیب مسند احمد: ۱۹: ۴۵ طبع قاہرہ

ج: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: ۲۲: ۵۱ طبع حیدر آباد دکن ۱۳۹۵ھ

[۲] احمد البناء: الفتح الربانی ترتیب مسند احمد: ۱۹: ۴۶ طبع قاہرہ۔

لہٰذا اس بہترین عطیہ (تعلیم و تربیت) سے لڑکوں کو نوازنا اور بیچاری لڑکیوں کو محروم رکھنا دین اور عقل ہر دو اعتبار سے ناانصافی ہے اللہ کے عادل اور منصف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ساووا بین اولادکم فی العطیۃ فلو کنت مفضلا احدا لفضلت النساء [1]

عطیہ میں اولاد کے درمیان برابری کرو۔ اگر کسی کی تفضیل یا ترجیح جائز ہوتی تو میں عورتوں کو افضل اور لائق ترجیح قرار دیتا۔

ایک روایت میں فرمایا:

لو کنت مؤثرا احدا علی احد لأثرت النساء علی الرجال [2]

اگر میں کسی کو کسی پر ترجیح دیتا تو عورتوں کو مردوں پر ترجیح دیتا۔

تعلیم نسواں۔ایک دینی ضرورت

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ دینی تعلیمات اور احکام اسلامی جاننے کی جتنی ضرورت مسلمان مردوں کو ہے، اتنی ہی مسلمان عورتوں کو بھی ہے۔ دوسرے لفظوں میں دین کے اصول وکلیات کا احترام یا اتباع احکام کا مطالبہ صرف مسلمان مرد سے ہی نہیں بلکہ عورت سے بھی کیا گیا ہے۔ اور اس مطالبہ کی تکمیل کی سوائے اس کے اور کوئی شکل نہیں کہ وہ قرآن وسنت اور دینی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہو۔

سورۃ الممتحنہ کی آیت ۱۲ میں مؤمن عورتوں سے جن باتوں شرک، چوری، زنا، بہتان تراشی اور اولاد کو قتل نہ کریں گی وغیرہ) کا اقرار کرایا گیا ہے ان میں ایک چیز ہے وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ۔ (وہ کسی بھی معروف حکم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گی) یہ بظاہر ایک چھوٹا سا فقرہ ہے

---

[1] کنز العمال: ۲۲:۲۰۴ طبع حیدرآباد دکن۔

[2] ایضاً

مگر عورت کو معاشرہ میں انتہائی ذمہ دار اور جوابدہ بنا دیتا ہے۔ اور مجبور کرتا ہے کہ وہ قدم قدم پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے بچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ڈھونڈے ۔ یقیناً اُسی احساس ذمہ داری اور احساس جوابدہی نے صحابیات رضوان اللہ علیہن اجمعین کو دین کے معاملے میں بڑا نڈر بنا دیا تھا۔ دینی مسائل کو سمجھنے میں عورت کی فطری شرم و حیا ان کے لیے مانع نہ تھی ۔ وہ بے دھڑک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی مسائل اور الجھنیں دریافت کرتیں ۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی ان کی تشفی فرماتے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابیات کے فہم دین کے جذبۂ خیر کو یوں بیان فرماتی ہیں:

نعم النساء نساء الانصار لم یمنعهن الحیاء ان یتفقهن فی الدین [1]

انصاری عورتیں کیا خوب عورتیں ہیں! دین کے سمجھنے کے سلسلے میں حیاء ان کے آڑے نہیں آتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو تدریجاً احکام شرعیہ کا مکلف فرما رہے تھے۔ وحی الٰہی کے نازل ہونے یا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و تعلیمات کا کوئی معین وقت اور کوئی خاص مقام نہ تھا۔ مسجد میں، بازار میں، میدان جنگ میں، سفر میں، حضر میں، عام مجلس میں، شادی بیاہ کے موقع پر، غمی اور مرگ کے موقعہ پر غرض دن رات میں موقع محل اور ضرورت کی مناسبت سے احکام الٰہی نازل ہو رہے تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تشریح فرما رہے تھے۔ ان مواقع میں بہت سے مواقع ایسے ہوتے تھے جہاں عورتیں حاضر نہیں ہوتی تھیں یا ہو نہیں سکتی تھیں۔ اس طرح عورتیں براہ راست لسان نبوی علی صاحبہ التحیۃ والتسلیم سے نکلی ہوئی تعلیمات اور فرمودات سے محروم رہتیں۔ تعلیمات سے آگاہی اپنی جگہ اور بلا واسطہ کلام نبوت سننے کا لطف و سرور اور کیف اور مزہ اپنی جگہ۔ بالواسطہ

---

[1] بخاری شریف ۱: ۲۴ طبع کرزن پریس دہلی۔

کوئی حکم معلوم کرنے میں وہ لطف اور لذت کہاں جو بلا واسطہ حکم نبوی میں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ صحابیات نے بارگاہ نبوی میں اس امر کی شکایت کی اور مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے مستقل علیحدہ ایک دن تعلیم کے واسطے مقرر فرمائیں۔ رؤف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی درخواست کو پذیرائی بخشی اور ایک دن مقرر فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال، قالت النساء للنبی صلی اللہ علیہ
غلبنا علیك الرجال فاجعل لنا یوماً من نفسك فوعدھن
یوما لقیھن فیه فوعظھن و امرھن الخ [۱]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عورتوں (صحابیات) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مرد ہمارے مقابلے میں آپؐ پر غالب ہیں (یعنی آپ کا اکثر وقت مردوں ہی میں گزرتا ہے اس طرح ہم عورتیں آپ کی تعلیمات اور فرمودات سے محروم رہتی ہیں) لہٰذا ہمارے لیے آپؐ ایک علیحدہ دن مقرر فرمائیں (جس میں ہم حاضر ہو کر آپ سے مستفید ہو سکیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ وعدے کے مطابق اس دن آپؐ ان عورتوں سے ملے۔ انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں (صدقہ کا) حکم فرمایا۔

دین و احکام شرعیہ سے واقفیت کی ضرورت کے علاوہ یہ چیز بھی مدنظر رہے کہ جتنے اور جو اخلاقی اوصاف مردوں میں پائے جا سکتے ہیں وہ عورتوں میں بھی پائے جا سکتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ بعض مستورات رفعت و بلندی کے اس درجہ اور مقام تک پہنچیں کہ اکثر مرد ان کی گرد راہ کو بھی نہیں چھو سکتے تھے۔ سچ ہے ع

نہ ہر مرد مرد است نہ ہر زن زن است

قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب، آیت ۳۵ ان المسلمین و

---

[۱] بخاری شریف: ۱: ۲۰ طبع کرزن پریس دہلی۔

المسلمات والمؤمنين والمؤمنات میں جو اخلاقی اوصاف وخصائل مردوں کے بتائے گئے ہیں بعینہٖ وہی اوصاف وخصائل عورتوں کے بھی شمار کیے گیے ہیں۔ للذا ہر اعتبار سے ضروری ہے کہ جہاں مردوں کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کیا جائے وہاں ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا بھی اہتمام ہو تاکہ انسانی معاشرہ مطلوبہ نتائج حاصل کر سکے۔

تعلیم عورت کا حق ہے

بقول ابن خلدون علوم وفنون کی تحصیل انسان کا فطری تقاضا ہے[۱] اسلام دین فطرت ہے۔اس نے عورت کو حصول علم کا پورا پورا حق دیا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے اسی فطری ودینی حق کے پیش نظر متعدد مواقع پر مردوں کو حکم فرمایا اور ترغیب وتلقین فرمائی کہ وہ عورتوں کو دینی تعلیم اور قرآن وسنت سے روشناس کرایا کریں۔

چنانچہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم چند نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دین سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے بیس دن رہے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہمیں گھر جانے کی جلدی ہے تو فرمایا:

ارجعوا الیٰ اھلیکم فاقیموا فیھم وعلموھم ومروھم[۲]

اپنے بیوی بچوں کی طرف لوٹ جاؤ، ان ہی میں رہو، ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو۔

بعض اوقات آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو قرآن مجید کے خاص خاص حصوں کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنی عورتوں کو ان کی تعلیم دیں۔ مثلاً سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں میں ایمانیات اور اصول دین سے بحث کی گئی ہے۔ ان کے متعلق فرمایا۔

---

[۱] مولانا محمد حنیف ندوی: افکار ابن خلدون: ۱۸۸ طبع ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

[۲] بخاری شریف: ۱: ۸۸ طبع کرزن پریس دہلی۔

ان اللّٰہ ختم سورۃ البقرۃ بآیتین اعطیتھما من کنزہ الذی تحت العرش فتعلموھن وعلموھن نساءکم [1]

بلاشبہ اللہ نے سورۃ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے جو مجھ کو اس مخصوص خزانہ سے دی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ پس تم خود بھی ان کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ۔

اسی طرح کا ایک حکم نامہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا تھا:

علموا نساءکم سورۃ النور [2]

اپنی عورتوں کو سورۃ نور کی تعلیم دو۔

مختصر یہ کہ حصول تعلیم عورت کا فطری، دینی اور قانونی حق ہے۔ مذکورہ ارشادات نبوی محض ترغیبی اور اخلاقی نوعیت نہیں رکھتے بلکہ ان کے پس پردہ ضابطہ اور قانون کی زبان بول رہی ہے۔

طریقۂ تعلیم | جب یہ بات متعین ہو گئی کہ حصول تعلیم عورت کا حق ہے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ طریقۂ تعلیم کیا ہونا چاہیئے؟ اپنے اپنے گھروں میں انفراداً عورتوں کو تعلیم دی جائے یا مدارس میں بصورت اجتماعی؟

انفرادی طور پر گھروں میں بچیوں کو تعلیم دینے پر تو کوئی جھگڑا ہی نہیں۔ مگر ہر آدمی کے بس کا روگ نہیں کہ وہ اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت کا گھر پر بندوبست کر سکے۔ رہا یہ مسئلہ کہ بچیاں گھر سے باہر کسی مدرسہ میں اجتماعی طور پر علم حاصل کریں تو یہ شریعت میں جائز ہے اور اس کی ایک نظیر خود دور نبوی میں ملتی ہے۔ امام

---

[1] ابو محمد دارمی سنن دارمی برحاشیہ المنتقیٰ من اخبار المصطفیٰ: ۳۱۲ طبع دہلی ۱۳۳۷ھ

[2] ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی: الجامع لاحکام القرآن: ۱۲: ۱۵۸ طبع مصر ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں هل يجعل للنساء يوما على حدة کا باب قائم کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عورتوں کا گھر سے باہر کسی جگہ جمع ہونا اور علم حاصل کرنا جائز ہے۔ اور نقل کیا ہے کہ عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گیے اور انہیں ضروری امور کی تعلیم دی

مگر گھر سے نکلنے میں شرعی حدود اور آداب کا پاس ضروری ہوگا۔ اسلام عورت کو گھر سے باہر زیب و زینت، بننے سنورنے اور بے پردگی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

مخلوط تعلیم

مخلوط تعلیم شرعی نقطۂ نظر سے جائز نہیں۔ بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط ممنوع ہے۔ مرد اور عورت کا آزادانہ اجتماع کئی مفاسد، خرابیوں اور فتنوں کے دروازے کھولنے کا باعث بنتا ہے۔ بھلا آگ اور روئی کا اتحاد کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ شریعت نے عورت کو تعلیمی دینی اور سماجی کاموں کے سلسلے میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ ایک تو وہ بناؤ سنگھار کر کے نہ نکلے دوسرے مردوں کے ساتھ اس کا اختلاط اور آزادانہ میل جول نہ ہو۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور مردوں کو خلط ملط ہوتے دیکھا تو عورتوں کو حکم دیا:

استأخرن فانه ليس لكن ان تحققن الطريق عليكن بحافات الطريق [1]

پیچھے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں درمیان راستہ پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔
تمہیں راستے کے کنارے کنارے چلنا چاہیئے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: مختلف احادیث کی بنا پر علماء نے کہا ہے کہ عورت

---

[1] ابوداؤد شریف: ۲: ۱۴۷، ۱۵۷، طبع کانپور۔

کو مسجد جانے کی اجازت اسی وقت دی جائے گی جب کہ

ان لا تکون مطیبۃ ولا متزینۃ ولا ذات خلاخل یسمع صوتها ولا ثیاب فاخرۃ ولا مختلطۃ بالرجال ولا شابۃ ونحوها ممن یفتتن بها[1]

وہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہو، زیب و زینت سے آراستہ نہ ہو، ایسے پازیب نہ پہنے ہوئے ہو جن کی جھنکار سنائی دے، بھڑکیلے لباس میں ملبوس نہ ہو، مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو۔ جوان یا ایسی حالت میں نہ ہو جس سے وہ فتنے کا باعث بنے۔

ابن الہمام فرماتے ہیں:

وحیث ابحنا لها الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینۃ وتغییر الهیئۃ الی مالا یکون داعیۃ الی نظر الرجال والاستمالۃ[2]

جب عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کو ہم جائز قرار دیتے ہیں تو یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ زیب و زینت کے ساتھ نہیں نکلے گی اور ایسی ہیئت میں ہوگی جو مردوں کو دیکھنے اور مائل ہونے پر نہ ابھارے۔

مرد اور عورت کے عدم اختلاط کے ضروری ہونے کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔ عورتوں کی بیعت کپڑے کے واسطے سے لی جاتی تھی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اختلاط کے سلسلے میں اتنی احتیاط فرما رہے ہیں تو ما و شما کہاں۔

علاوہ ازیں متعدد احادیث، اقوال صحابہ اور آراء فقہاء ہیں جو مرد اور عورت کے اختلاط کے ناجائز ہونے پر دال ہیں۔ لہٰذا مغرب کی تقلید میں مخلوط تعلیم کا سلسلہ بند ہونا چاہیئے اور لڑکیوں کے واسطے الگ مدارس قائم ہونے چاہئیں جہاں ان کی ہم

---

[1] امام نووی: شرح مسلم مع مسلم: ۲: ۲۳ طبع مصطفےٰ البابی، مصر ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء

[2] الامام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام حنفی: فتح القدیر: ۲: ۳۳۶ مطبع کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۱۶ھ

جنس معلمات ہی ان کو تعلیم دیں، ان کی تربیت کریں اور دیگر نگرانی کے امور سر انجام دیں۔

تربیت: شریعت میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی بڑا زور دیا گیا ہے۔ فرائض نبوت میں جہاں کتاب و حکمت کی تعلیم ہے وہاں نفوس کا تزکیہ و تصفیہ بھی شامل ہے۔ اخلاق اور اوصاف حسنہ سے عاری صاحب علم اس چوپائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا جس پر کتابوں کا ڈھیر لاد دیا جائے۔ بہر حال بچیوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت بھی نہایت ضروری ہے۔ تربیت ہی انسان کو عالی ہمتی، بلند حوصلگی اور شرافت و اخلاق کے فاخرہ لباس سے ملبوس بناتی ہے۔ جس علم سے انسان، انسان نہ بنے، اس کے اطوار و عادات نہ سدھریں، عورت ہے تو وہ عفت اور پاکدامنی کا مرقع نہ بنے تو ایسی تعلیم سے تو جہالت ہی بھلی ہے ؎

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

عورتوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت اور اخلاقی اصلاح کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے ؎

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتونِ خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو

علم کا تعلق محض لوازم حیات ہی سے نہیں بلکہ مقاصد حیات سے بھی ہے۔ اسلام نے علم کا جو تصور دیا ہے اس میں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔ مسلمانوں کے مخصوص نظام تعلیم میں تعلیم اور سیرت سازی ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں اور اس کا اظہار "علم و فضل" کی اصطلاح سے بھی ہوتا ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے اولاد کی اخلاقی تربیت نہ کرنے کو قتل کے مترادف قرار دیا ہے، فرماتے ہیں،

قتل اولاد کا جرم اور سخت گناہ ہونا جو اس آیت "ولاتقتلوا اولادکم

میں بیان فرمایا گیا ہے وہ ظاہری قتل اور مار ڈالنے کے لیے تو ظاہر ہی ہے اور غور کیا جائے تو اولاد کو تعلیم و تربیت نہ دینا جس کے نتیجے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کی فکر سے غافل رہے، بد اخلاقیوں اور بے حیائیوں میں گرفتار رہے یہ بھی قتل اولاد سے کم نہیں جو لوگ اپنی اولاد کے اعمال و اخلاق کے درست کرنے پر توجہ نہیں دیتے ان کو آزاد چھوڑتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں ظاہری قتل کا اثر تو صرف دنیا کی چند روزہ زندگی کو تباہ کرتا ہے یہ قتل انسان کی اخروی اور دائمی زندگی تباہ کر دیتا ہے[1]

خلاصہ یہ کہ بچوں کی تعلیم اور تربیت دونوں پر یکساں توجہ کی جائے تاکہ آئندہ چل کر وہ بچوں کی بہترین اولین درسگاہ ثابت ہوں۔

تعلیم و تربیت نسواں اور تربیت اولاد

عورتوں کی تعلیم و تربیت اس لیے بھی حد درجہ ضروری ہے کہ آئندہ انہیں بچوں کی تربیت کرنا ہے۔ ماں کیلئے شرعی نقطہ نگاہ سے بھی بچوں کی صحیح خطوط پر تربیت کرنا لازمی ہے اور اس سلسلے میں وہ جوابدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المرءة راعية على بيت بعلها وولده وهي مسئولة عنهم[2]

عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بال بچوں کی نگران ہے اور بچوں کے بارے میں (بروز قیامت) اس سے باز پرس ہوگی۔ عام مشاہدہ یہی ہے کہ ماں اور گھریلو ماحول جتنا پاکیزہ ہوتا ہے اکثر اولاد اتنی ہی صالح، متقی، فرمانبردار اور ملک و ملت کے لیے مفید ثابت ہوتی ہے۔ چھوٹے اور معصوم بچے نرم ٹہنی کے مانند ہوتے ہیں انہیں جدھر موڑتے جائیں ادھر مڑتے جاتے ہیں۔ امام غزالی نے لکھا ہے:

---

[1] تفسیر معارف القرآن : ۳ : ۹۲ ھ طبع ادارۃ المعارف کراچی۔

[2] سنن ابی داؤد : ۲ : ۴۰۶ طبع کانپور۔

ترجمہ: "بچہ اپنے والدین کے ہاں بطور امانت ہوتا ہے۔ اس کا پاکیزہ قلب ہر قسم کے نقش اور صورت سے خالی نفیس جوہر ہوتا ہے۔ اس پاکیزہ قلب پر جو کچھ نقش کر دیا جائے وہ اسے قبول کرنے کو تیار رہتا ہے اور جس طرف اسے مائل کریں ادھر مائل ہو جاتا ہے۔ اگر اسے بھلائی کی عادات اور اچھے اخلاق و اطوار کا عادی بنایا جائے تو اس میں اچھے اخلاق و اطوار راسخ ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ دنیا و آخرت میں سعادت مند قرار پاتا ہے اور اگر اسے بری عادات اور اخلاق ذمیمہ کا عادی بنایا جائے تو وہ انہی چیزوں کا خوگر ہو جاتا ہے نتیجۃً دنیا و آخرت میں ہلاک ہوتا ہے"[۱]

غرضیکہ اولاد کی صحیح خطوط پر تربیت کیلئے ماں کا تعلیم و تربیت یافتہ ہونا لازمی ہے۔

درحقیقت عورت کا اصل روپ اور اس کی اصل معراج اس کا ماں ہونا ہے عورت کا فرض فیکٹریوں میں اشیاء کی پیداوار نہیں بلکہ انسانیت سازی ہے۔ وہ نوع انسانی کی تکثیر اور اس کی حفاظت تربیت کے لیے پیدا کی گئی ہے اور اسی میں اس کی عظمت ہے۔ یہ امر ناقابل تردید ہے کہ اقوام کا عروج ان کی ماؤں کے فیض کا نتیجہ ہوتا ہے یہ مقام تفصیلات کا متحمل نہیں ورنہ اسماء الرجال اور سوانح کی کتابوں کو اگر دیکھا جائے تو ائمہ مجتہدین، مفسرین و محدثین، فقہاء کرام، علماء و فضلاء اور صوفیہ کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جن کا علم و فضل، طہارت و تقویٰ شہرت اور ناموری زیادہ تر ان کی ماؤں کی محنت اور تربیت کی مرہون منت ہے۔ اگر ان کی ماؤں کی مخلصانہ تربیت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو وہ یقیناً بلند مراتب پر فائز نہ ہو سکتے۔ درحقیقت مائیں ہی کسی قوم کی تقدیر کا فیصلہ

---

[۱] امام غزالی: احیاء العلوم: ۳: ۹۲ طبع قاہرہ ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء

کرتی ہیں ؎

خنک آں ملتے کز وار داتش
قیامت ہا بہ بنید کاٹناتش
چہ پیش آید چہ پیش افتاد اورا
تواں دید از جبین امہاتش

مذاکرہ

عنوان: — عورت کی شہادت کا مسئلہ

مقام: دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ہال

زیراہتمام: مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری

مؤرخہ: ۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۴ء

میزبان: — مولانا محمد متین ہاشمی

شرکاء

جناب مولانا عبداللطیف (جامعہ نظامیہ رضویہ)

جناب مولانا حمیدالرحمٰن عباسی (جامعہ قاسم العلوم شیرانوالہ)

جناب ڈاکٹر ظفر علی راجا (ایڈووکیٹ)

جناب مولانا محمد رفیق چودھری

جناب مولانا فضل الرحمٰن (خطیب مسجد مبارک)

جناب مولانا ریاض الحسن نوری

زبیدہ خانم

خورشید النساء بیگم

فرزانہ ممتاز

جناب حافظ غلام حسین

جناب حافظ محمد سعداللہ

و دیگر شرکاء